Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
E-Mail:muloomi@iub.edu.pk ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
Vol.No: 32, Issue:01. (Jan-Jun 2025) Date of Publication: 23-03-2025
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

سورت بنی اسرائیل کی روشنی میں تذکیر بالموت ومابعد الموت کا عصری اطلاق

Contemporary Application of Tezkir in Death and after death in the light of Surah Bani Israel

Dr. Yasmin Nazir
Assistant Professor Department of Islamic culture,
Government Sadiq College Women University Bahawalpur
ORCID: 0000-0002-5029-0486
Email of the corresponding atuthor: yasmin.nazir@gscwu.edu.pk
Misbah Sajjad
MS Scholar Department of Islamic Studies,
Government Sadiq College Women University Bahawalpur
ORCID: 0009-0009-2829-7399, Email: misbahsajjad125@gmail.com

Abstract:
Surah Bani Isra'il (Surah Al-Isra) presents a profound discourse on the themes of divine justice, resurrection, and life after death, emphasizing the concept of Tadhkeer bil-Mawt wa Ma Ba'd al-Mawt (remembrance of death and the afterlife). This study explores how the Surah addresses these themes in light of the historical narrative of Bani Isra'il, drawing lessons relevant to contemporary Muslim societies. Through an exegetical analysis of key Quranic verses and supporting Hadith literature, this paper highlights the Surah's warnings against moral corruption, materialism, and negligence of spiritual responsibilities. It further examines the consequences of disobedience to divine commandments, illustrating how the repeated rise and fall of Bani Isra'il serve as a cautionary tale for present-day believers. Additionally, the study delves into the psychological and ethical implications of remembering death, emphasizing how it fosters humility, accountability, and adherence to Islamic values. The research employs a qualitative methodology, incorporating classical and modern Tafsir (Quranic exegesis) to contextualize the Surah's message within contemporary socio-religious challenges. Findings suggest that an increased awareness of death and the afterlife encourages individuals to prioritize righteousness, leading to personal and societal transformation. This study contributes to Islamic scholarship by reaffirming the Quranic emphasis on eschatological consciousness as a means to cultivate moral integrity and spiritual resilience.

Keywords: Surah Bani Isra'il, Al-Isra, Tadhkeer Bil-Mawt, Afterlife, Divine Justice, Resurrection, Moral Responsibility, Tafsir, Islamic Ethics, Quranic Eschatology

تعارف:

سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) میں موت اور مابعد الموت کی یاد دہانی) تذکیر بالموت ومابعد الموت (کے موضوع پر گہری روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ تحقیق سورۃ میں بیان کردہ تاریخی واقعات کے تناظر میں عدلِ الٰہی، قیامت اور آخرت کے تصورات کا تجزیہ کرتی ہے۔ اس مطالعے میں

تفسیری اور حدیثی حوالوں کی مدد سے ان آیات کو واضح کیا گیا ہے جو بنی اسرائیل کی سرکشی اور اس کے انجام کو بیان کرتی ہیں، تاکہ آج کے مسلمانوں کے لیے نصیحت حاصل کی جاسکے۔ تحقیق کے نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ موت اور آخرت کی یاد انسان میں اخلاقی بہتری، عاجزی اور دین داری کو فروغ دیتی ہے۔ اس مقالے میں اسلامی اخلاقیات اور قرآنی تعلیمات کے تناظر میں ان موضوعات کو جدید دور کے مسائل کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی روشنی میں تذکیر بالموت ومابعد الموت کا عصری اطلاق

سورہ بی اسرائیل رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کا عبرانی لقب اسرئیل تھا ان کی نسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اور اس سورت میں بنی اسرائیل کی تاریخ بیان کی گئی ہے اس مناسبت سے اسے سورۃ بنی اسرائیل کہا جاتا ہے

سورۃ بنی اسرائیل کا دوسرا نام سورۃ اسراء:

سورہ بنی اسرائیل، جسے عرف عام میں سورہ اسراء کہا جاتا ہے، اسلامی روایت میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے معجزاتی سفر کی یاد دلاتی ہے۔ اس سورہ کی ابتدائی آیات معراج کے اس غیر معمولی واقعے کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں مسجد حرام سے یروشلم کی سب سے دور مسجد تک کا سفر کیا اور آسمانوں پر چڑھ گئے۔ یہ سفر نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بلندی کو اجاگر کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی گواہی بھی دیتا ہے۔ اکثر سورہ سبحان کے نام سے جانا جاتا ہے، سورہ "سبحان الذی" کے فقرے سے شروع ہوتی ہے، جو اللہ کی پاکیزگی اور وحدانیت پر زور دیتی ہے، مومنوں کو اس کی عظمت اور تمام مخلوقات سے بالاتر ہونے پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔۔

اس سورت میں سے چند ایک آیات علم التذکیر بالموت ومابعدہ میں سے ہیں جو کہ شاہ ولی اللہ کی کتاب الفوز الکبیر فی اصول تفسیر میں سے علوم خمسہ میں سے ہیں۔

"عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا"[1]

" قریب ہے تمہارا رب تم پر رحم کرے گا اور اگر تم بھی شرارت کرو گے تو ہم پھر عذاب دیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر سے قبل اس سے قبل والی آیات کا پس منظر پیش کرنا ضروری ہے تاکہ پھر اس آیت کی تفصیل ہمیں سمجھ اسکے قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالی نے بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا اللہ تعالیٰ نے جتنے انعامات قوم بنی اسرائیل پر نازل ہوئے اتنے کسی اور کو نہیں دیئے۔ کیونکہ یہ قوم اللہ تعالی کی پسندیدہ قوم تھی۔ ان نعمتوں کے باوجود اس قوم نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب کی بشارت دی۔

اللہ نے اس قوم کو حضرت موسیٰ کے ذریعے تورات عطا فرمائی۔ ان پر من وسلوٰی کو نازل فرمایا۔ ان پر بادلوں کا سایہ کیا اتنے انعامات ہونے کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے یہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوگئے۔[2]

بنی اسرائیل پر غضب الٰہی مسلط ہونے کی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتوں کے ہونے کے باوجود انہوں نے اللہ کی سخت نافرمانی کی۔ اس لئے یہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوگئے۔ اسی قوم نے اللہ کے ساتھ بچھڑے کو شریک کیا یعنی بچھڑے کی پوجا کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے اللہ کی شریعت کے تمام احکامات کو منسوخ کر دیا اور دین الٰہی کی روح بدل ڈالا جبکہ ان کی اصلاح کے لئے انبیاء بھیجے گئے لیکن پھر بھی انہوں نے کس کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے۔[3]

عصر حاضر میں اگر اس آیات کا اطلاق موجودہ قوم پر کیا جائے تو یہ بات غلط نہ ہوگی کہ جس طرح اہل یہود میں اللہ کے احکامات (احکام الٰہی) سے سرکشی اختیار کی۔ اللہ کی نافرمانی کی اسی طرح عصر حاضر کا مسلمان شیطان کے بہکاوے میں آکر دین اسلام سے دور ہوتا جارہا ہے اور حکم ربی کو جھٹلا

کر شیطان کی دعوت پر لبیک کہہ رہا ہے۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی کر رہا ہے جیسے کہ وہ احکام ربی کو جھٹلایا اور غضب الٰہی کا شکار ہو گئے۔ عصر حاضر کا مسلمان بھی شیطان کے باطل عقائد و نظریات اس سے قبل کے امت مسلمہ کو بھی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے اپنے رب کے حکم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ جو حکم اللہ نے کتاب الٰہی قرآن میں لکھ دیا اس کی پیروی کرے تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔[4]

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ:اليَهُودَ،وَالنَّصَارَى قَالَ: فَمَنْ"[5]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلی امتوں کے طریقوں کی قدم بہ قدم پیروی کرو گے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ (سانہنہ) کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور کون ہو سکتا ہے؟ (بخاری و مسلم)۔"

پس اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنی قوم کو اہل یہود کی طرح اللہ کی نافرمانی کرنے سے منع فرمایا تاکہ یہ بھی یہود کی طرح اللہ کے غضب کے مستحق نہ ہوں۔ (اللہ کے غضب میں گرفتار نہ ہوں۔)

"وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا"[6]

"ایمان والوں کے لئے خوشخبری ہے جو اچھے کام کریں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔"

مندرجہ ذیل بالا آیت میں ایک خاص لفظ مومن کا استعمال کیا گیا ہے۔ مومن سے مراد وہ شخص جو ظاہری اور باطنی طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والا ہو جس میں ایمان کی مضبوطی اس قدر ہو کہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہ کرے بلکہ وہ اعتقادی طور پر بھی اتنا مضبوط ہو کہ حکم ربی کا مکمل پابند ہو۔ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص مومن ہو گا اللہ کے حکم کے مطابق نیک کام کرنے والا ہو گا ایسے شخص کے لئے اللہ نے جنت کی بشارت دی ہے جو کہ اس کے لئے اجر عظیم ہے۔[7]

اللہ، جو بہت طاقتور اور مہربان ہے، ہمیں قرآن میں بتاتا ہے کہ ہمارے یہاں آنے کی بنیادی وجہ اس کی عبادت کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کسی اور کو اس کے سامنے رکھے بغیر صرف اللہ سے محبت اور دعا کرنی چاہیے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہم اچھے کام کریں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم خوش رہ سکتے ہیں اور اس زندگی میں اور اگلی زندگی دونوں میں اچھی چیزیں حاصل کر سکتے ہیں جسے جنت کہتے ہیں۔[8]

اس طرح حدیث میں ہے:

"أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ العَقَبَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ،وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا،وَلاَ تَسْرِقُوا،وَلاَ تَزْنُوا،وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ"[9]

" حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ کا ایک گہرا لمحہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی بیعت کی۔ انہوں نے توحید کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری، زنا اور اپنے بچوں کو قتل کرنے کے گھناؤنے فعل کے خلاف بھی سختی سے نصیحت کی۔ ان کے الفاظ نے ان اخلاقی اور اخلاقی معیارات کو اجاگر کیا جو ایک صالح زندگی کی تعریف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو یقین دلایا کہ جو لوگ اس مقدس عہد کی پاسداری میں ثابت قدم رہیں گے انہیں آخرت میں بہت زیادہ اجر ملے گا۔ وفاداری کی

اس دعوت نے نہ صرف پیغمبر اور ان کے پیروکاروں کے درمیان تعلق کو مضبوط کیا بلکہ ایک منصفانہ اور ہمدرد معاشرے کی بنیاد بھی رکھی جس کی جڑیں الٰہی ہدایت پر ہیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ اگر انسان اللہ کا فرمابردار ہو گا اور اس کے حکم کی اطاعت کرے گا تو ایسا شخص مومن ہو گا انسان کے لئے مسلمان ہونا کافی نہیں بلکہ مسلمان کا عمل ایسا ہو جس سے ظاہر ہو کہ یہ مومن ہے اور اللہ پر پختہ ایمان رکھنے والا ہے۔

جو شخص اللہ پر اس کے رسول پر اس کی کتابوں پر آخرت پر اور تقدیر کی اچھائی برائی پر ایمان رکھے ہر برائی سے اجتناب کرے صرف اللہ کے حکم کی اطاعت کرے تو ایسا شخص جنت میں داخل ہو گا کیونکہ جنت میں داخل ہونے کی پہلی شرط ہی ایمان و عمل صالح ہیں۔ جب کہ عصر حاضر میں مسلمان بدعت جیسی عظیم برائیوں سے ملبوس ہو چکا ہے جس کی وجہ سے پستی کا شکار ہے جہاں اللہ نے ایمان والوں کو کسب حلال کو حکم دیا وہاں آج کا مسلمان صرف پیسہ کمانے پر توجہ مرکوز کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہ حلال و حرام کی تمیز بھول چکا ہے جبکہ جنت میں صرف وہی داخل ہو گا جو کہ اللہ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرے اللہ کی رضا میں سر تسلیم خم کرے گا وہی سچا مومن ہو گا۔[10]

"وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا"[11]

"اور یہ کہ جو اخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

درج بالا آیت میں ان لوگوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے جو کہ آخرت کے آنے پر یقین نہیں رکھتے جبکہ اس سے قبل والی آیات میں جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔[12]

قرآن مجید میں اللہ نے عقیدہ توحید و رسالت کے بعد عقیدہ آخرت کا ذکر کیا ہے۔ آخرت سے مراد بعد میں آنے والی چیز کے ہیں۔ انسان کے ہر اچھے برے اعمال کا نتیجہ ہی عقیدہ آخرت کی بنیاد پر قائم ہے دین اسلام میں عقیدہ آخرت کو بہت اہمیت حاصل ہے قران میں ہے:

"وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ "[13]

" زندگی اکثر چیلنجوں اور انتخابوں سے بھری ہوئی ایک عارضی کھیل کی طرح محسوس کر سکتی ہے۔ پھر بھی، یہ آخرت ہی ہے جو ہماری حقیقی منزل کے طور پر کام کرتی ہے، جہاں ہمارا حقیقی وجود اور مقصد منتظر ہے۔

اس آیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ لوگ خسارے میں ہیں کیونکہ دنیا کی زندگی فانی ہے اصل اور دائمی زندگی آخرت کی ہے اگر کوئی انسان اللہ پر یقین رکھتا ہے اور آخرت پر یقین نہیں کرتا وہ بھی خسارے میں ہے میدان محشر کا منظر جو ہو گا اسکے اعمال خود بخود نیک ہونگے کیونکہ ایسے شخص کے دل میں خوف خدا کا ہو گا۔ حدیث میں ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الإِيمَانُ؟ قَالَ:الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الآخِرِ"[14]

"ایک دن حضور ﷺ لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک نیا آدمی آیا آپ ﷺ کی خدمت میں اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور اسکی ملاقات پر ایمان لاؤ اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ۔"

پس اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آخرت پر یقین رکھنا بھی عقیدہ ایمان کا حصہ ہے اور ایسے منکر شخص کے لئے اللہ تعالی نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عصر حاضر انسانی نفس پر شیطانی حملے:

عصر حاضر میں نوجوان نسل دین سے دور ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے برائیوں کا شکار ہے۔ اول یہ کہ دور جدید میں انسانی دینی علم سے غفلت اختیار

کر چکا ہے۔ دوسری طرف انسان دینی معاملات کی جان پر کھ کے لیے کسی عالم یا مفتی سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان برائیاں میں مبتلا ہو رہا ہے اور انسانی نفس پر شیطان حملہ کرنے میں کامیاب ہو رہا ہے اس لئے برائیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ حق بات اور دین کی بات دریافت کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔[15]

نفس انسانی پر جب شیطانی حملے ورد ہوتے ہیں تو انسان گناہ کے کاموں میں ملوث ہو جاتے ہیں کچھ گناہ گناہ کبیرہ ہوتا ہے کچھ گناہ صغیرہ ہوتے ہیں ۔عصر حاضر میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے نہ صرف نوجوان نسل کو بالکل مسلم خواتین کو بھی دائرہ اسلام کی حدود سے بے دخل کر دیا آج کل مسلم گھرانے کی خواتین بے پردہ ہو کر گھروں سے باہر نکلتی ہیں جس کی وجہ سے معاشرتی ماحول خراب ہو رہا ہے۔ نسل تباہی کا شکار ہو رہی ہے۔ دور جہالت میں حضور ﷺ نے عورتوں کو پردے کی ترغیب دی لیکن افسوس ہماری خواتین دینی معاملات کو نظر انداز کر چکی ہیں جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔[16] حدیث میں ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا أَدَعُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ، مِنَ النِّسَاءِ"[17]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے بات مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ اور مضر کوئی فتنہ نہیں پاتا۔"

عصر حاضر میں انسان آخرت کو بھول بیٹھا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ برائیوں کا شکار ہے۔

" قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا"[18]

"اللہ نے فرمایا کہ چلا جا تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا جو بے شک وہ جہنمی ہو گا۔"

اس سے قبل آیت میں تخلیق آدم کا ذکر ہے جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم دیا ان کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا اور ابلیس نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے شیطان ہو گیا ابلیس پہلے فرشتہ تھا جب اس نے اللہ کے حکم کی اللہ نے اس کو شیطان قرار دیا پس پھر ابلیس نے اللہ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا اور ان سے گناہ کرواؤں گا تو اللہ نے فرمایا کہ جو میرا بندہ ہو گا وہ نہیں بہکے گا اور جو بہک جائے گا وہ دوزخی ہی ہو گا۔

اس آیت میں یہ پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا مطلب وہ شیطان کی تابعداری کرتا ہے۔ انسان کے نفس کو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے تخیل میں اچھے برے خیالات لاتا رہتا ہے اور یہ خیالات انسان کو خیر اور شر کے لئے ابھارتے ہیں اگر ایک شخص کو اچھے خیالات آتے ہیں تو اس سے اس کی روح پاک رہتی ہے اور اللہ کے ہاں اس کو اجر عظیم بھی ملتا ہے اور دوسری ایک شخص کو برے خیالات آتے ہیں تو وہ ان ان خیالات کو عملی شکل دیتا ہے تو ایسا شخص گناہگار ہوتا ہے۔[19]

حاصل کلام یہ ہے کہ Aج کے دور جدید میں مرد نے عورت کو ہر جائز اور ناجائز اخلاقی اور غیر اخلاقی طریقے سے عورت کو ہی اپنا مقصد حیات بنا دیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں خواتین کی عزت و ناموس کا بھی تحفظ نہیں کیونکہ عصر حاضر میں خواتین آزادی نسواں کے نام پر حد سے تجاویز کر گئی ہیں جس کی وجہ سے خواتین کی عصمت یا ملال ہو رہی ہے۔

انسان کے دل میں جب خوف الٰہی نہیں رہتا تو اس کے نفس پر شیطانی حملے حاوی ہو جاتے ہیں پھر انسان میں غفلت عقائد و نظریات جنم لیتے ہیں۔ عصر حاضر میں انسان شرک و بدعت جیسے کام کر رہا ہے جیسے آج کل دین سے دوری کی وجہ سے لوگ قبر پرستی کرتے ہیں ان کو بوسہ دیتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ان کی فوت شدہ ہستیاں ہی ان کی تمام حاجات کو پورا کریں گی اور ان کی مشکلات کو حل کریں گی اگر ہم بحیثیت اس طرح کے عقائد رکھیں یہ تو کیا یہ شرک نہ ہو گا اس طرح کے بد بختی عقائد رکھ کر ہم جنت میں تو داخل نہیں ہو سکتے بلکہ مشرک شخص کی تو معافی نہیں ایسا شخص جہنم کا حقدار ہو گا[20].

عصر حاضر میں مسلمان نوجوان نسل سوشل میڈیا کا غلط استعمال کر رہی ہے ابلیس کی تابعداری کر رہی ہے نماز سے غافل ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتے جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں زناکاری اور سود جیسے کبیرہ گناہ عام ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے حکم

کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے تاکہ ہم اللہ کے احکامات کی بجاآوری کر کے جنت کے مستحق ہوں نا کہ شیطان کی تابعداری کر کے گناہوں میں ملوث ہو کر اپنی اخروی دائمی زندگی کو تباہ وبرباد کر دیں اور جہنم کے حقدار بن جائیں آمین۔[21]

" وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا"[22]

"اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا۔"

درج بالا آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے مخاطب ہے جو کہ آخرت کے انکاری ہیں اور اپنے دوبارہ جی اٹھنے کے بھی منکر ہیں تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ہے کہ مشرک لوگ آخرت کا انکار کرتے تھے اور اس بات سے بھی انکاری تھے انسان خاک ہو جائے گا اور ہڈیاں بوسیدہ ہو جائے پھر انسان دوبارہ کیسے کا جب کہ انسان کی ہڈیاں تو پہلے زندہ تھی تر و تازہ تھی موت کے بعد بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

عقیدہ آخرت صرف دین اسلام میں نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ ادیان عالم میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے ہر انسان اپنی اچھائی اور برائی کا بدلہ آخرت میں پالے گا اس لئے عوام الناس میں سے کسی بھی شخص کو عقیدہ آخرت کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے جس طرح عقیدہ توحید اہمیت کا حامل ہے یہ تو آخرت بھی اہم ہے جو بھی روح نفس اس دنیا میں پایا ہے اس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔[23] قران میں ہے کہ:

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"[24]

ہر ذی روح نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

حدیث میں ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ القِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا خُلِقُوا،ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ"[25]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اس حال میں اٹھائے جائیں گے کہ وہ ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بے ختنہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "جیسے کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا، اسی طرح دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے ہے اور ہم اسے ضرور کر کے رہیں گے "(سورہ الانبیاء:104)۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قرب قیامت میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کریں گے گویا جس طرح موت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح دوبارہ زندہ ہونے کا انکار بھی نہیں کرنا چاہیے ورنہ ایسے منکر کو آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔[26]

کافروں اور منکروں نے وقوع قیامت کا انکار کیا جبکہ بروز قیامت ننگے پاؤں ننگے بدن اٹھایا جائے گا اور یہ دن انتہائی خوفناک ہو گا اعتقادی منافق اور کافر کے لیے اس دن دائمی جہنم کو اللہ تعالی مقرر فرمادے گا۔[27]

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ان کی ہڈیوں کو متصل کرے گا قیامت برپا ہونے سے قبل حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے جس سے دنیا فنا ہو جائے گی اور پھر دوبارہ حضرت اسرافیل سے پھونکیں گے تو مردے بھی اللہ کے حکم سے اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔[28]

افسوس کہ دور جدید میں آج کا مسلمان بھی قیامت کو بھول بیٹھا ہے اور وہ یہ بھول بیٹھا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریں گے اور ان کو ان کا نامہ اعمال دکھایا جائے کس کی بنا پر ان کو جنت یا جہنم میں داخل کیا جائے گا آج کا مسلمان غفلت میں ہے اور اسی غفلت کی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہے اگر وہ دنیا میں بھلائی کو جھٹلائے گا تو آخرت میں کیا بھلائی پائے گا اللہ ہمارے عقائد کو مضبوط رکھیں اور ہمیں دین اسلام پر عمل کرنے کی توفیق بخش آمین۔

"وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا"[29]

" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ہم نے ہر انسان کے اعمال (اُس کی برائی اور بھلائی) کو اس کے گلے لگا دیا ہے، اور قیامت کے دن ہم اس کے سامنے اس کا نامۂ اعمال نکالیں گے، جسے وہ کھلا ہوا پائے گا" (سورۃ الإسراء: 13)۔
"۔

درج بالا آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر انسان کی نیکی اور بدی اس کے ساتھ رہے گی یعنی انسان اپنے اچھے برے اعمال کا جوابدہ خود ہو گا جس طرح عرب کے لوگ جانوروں اور پرندوں کے نکلنے سے وہ اچھا اور برا شگون لیتا ہے اسی طرح انسان بھی جو عمل کرتا ہے اگر وہ نیک عمل ہو گا تو اس کو جزا ملے گی اور اگر وہ برے اعمال کرے گا تو اس کو اس کے اس عمل کی سزا ملے گی۔[30]

اعمال کی اقسام:

اعمال کی دو اقسام ہیں۔

1۔ نیک اعمال

2۔ برے اعمال

برے اعمال کی بھی تو اقسام ہیں جن کو گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کا نام دیا گیا ہے

مسلمان وہ شخص ہے جو کہ اللہ کی ذات پر کامل یقین رکھتا ہے پھر اس کے بعد دین اسلام پر استقامت کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے۔[31]

پھر جو شخص نیک اعمال کرتا ہے یعنی ذکر الٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہتا ہے برائیوں سے اجتناب کرتا ہے حقوق العباد کا خاص خیال رکھتا ہے۔ دنیوی محبت سے آزادانہ ہو کر اپنی زندگی رب کی اطاعت کے مطابق بسر کرتا ہے اپنے نفس پر قابو پاتا ہے نفس کو صرف اللہ کے حکم کے مطابق کنٹرول میں رکھتا ہے یہی شخص جنت کا مستحق ہوتا ہے۔[32]

نفس امارہ:

نفس امارہ نفس کی بدترین قسم ہے۔ نفس امارہ انسان کو برائی کرنے پر ابھارتا ہے اگر نفس برائی پر امادہ ہو تو اگر اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دے برائی سے بچ سکتا ہے۔

نفس لوامہ:

یہ ایسا نفس ہے جو کہ گناہوں میں مبتلا ہونے کے بعد ملامت محسوس کرتا ہے یعنی ایسا نفس جو گناہ کرنے کے بعد اپنے برے اعمال پر شرمندہ اور نادم ہو جائے ایسا نفس ایمان کی علامت ہے۔[33] ضمیر زندہ ہے تو برائی کھٹکے گی جو دل میں کھٹکے وہ گناہ ہے۔

نفس مطمئنہ:

نفس مطمئنہ سے مراد یہ ہے کہ جس جب مومن بندہ نفس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کا نفس اس سے برے کاموں یعنی پورے افعال کا تقاضا بھی نہیں کرتا تو وہ نفس مطمئنہ کی حد تک پہنچ جاتا ہے ایسا نفس اعمال غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔[34]

نامہ اعمال میں تصور نفس:

انسان کے نامہ اعمال میں تصور نفس کا بڑا عمل دخل ہے اگر انسان کا نفس نیک عمل کرے تو جنت کا حقدار ہو گا اور اگر برے اعمال پر نفس امادہ ہو گا تو جہنم کا حقدار ہو گا۔

قرآن میں ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا"[35]

"بے شک جس نے نفس کو پاک کر دیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اسے خواب میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔"

پس قرآن کی اس آیت میں ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال کا دارومدار بھی اس کے نفس پر ہے اگر انسان اپنے نفس کو برائیوں سے پاک کرے گا تو کامیاب ہو جائے گا اور اگر اس سے برائی میں ملوث کرے گا تو دنیا اور آخرت میں ذلیل وخوار ہو کر رہ جائے گا۔

تزکیہ نفس ذریعہ نیک اعمال:

تزکیہ نفس سے مراد نفس کو غلاظت اور گندگی سے پاک کرنے کے ہیں۔

قرآن میں ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى"[36]

"بے شک اس نے فلاح پائی جو پاک ہو گیا۔"

تزکیہ نفس سے مراد انسان ہر قسم کے گناہوں اور شرک سے محفوظ ہو کر زندگی بسر کرے یہی تزکیہ نفس انسانی معاشرے کو سنوارنے میں بھی مددگار ثابت ہو گا جب انسان کا نفس شر وفساد سے پاک رہے گا تو انسان دنیا میں بھی فلاح پالے گا اور اس کے آخرت کے نامہ مال بھی نیک ہوں گے۔[37]

حدیث میں ہے:

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِينِي مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ:تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ،وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ،وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا أَدْبَرَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ"[38]

" ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پابندی سے ادا کرو، زکوۃ دو، اور اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو۔" پھر وہ شخص واپس چلا گیا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ میرے حکم پر کاربند رہا تو جنت میں داخل ہو گا۔" (مسلم)"

پس اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کو نیک اعمال پر لگائے گا تو جنت میں داخل ہو گا اور ہر شخص کو بروز محشر اس کے نامہ اعمال دکھائے جائیں گے اور جس کے نامہ اعمال نیک ہونگے اس کو وہ دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ایسا شخص بھی جنت میں داخل ہو گا جس نے اپنے نفس کو برے کاموں میں لگا دیا تو وہ بھی آخرت میں اپنے اعمال کا صلہ پائے گا اور جہنم میں داخل ہو گا۔ دور جدید میں مسلمان روز محشر کو بھول چکا ہے اس لئے دنیا میں کھو کر اپنے نفس کو شر کے کاموں پر لگا دیا ہے پھر اللہ نے فرمایا کہ محشر کے روز ہر شخص اپنا نام اعمال دیکھ لے گا۔

"وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَى فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا"[39]

" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا، ورنہ تم ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ ہو کر دوزخ میں ڈال دیے جاؤ گے" (سورۃ بنی اسرائیل:39)۔"

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کو عقیدۂ توحید پر کامل یقین رکھنا چاہیے اور اس بات پر پختہ ایمان ہونا چاہیے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا اور بے مثال ہے۔ جو شخص شرک میں مبتلا ہو گا اور اللہ کے علاوہ کسی اور کو مدد کے لیے پکارے گا، اس کے لیے آخرت میں دائمی جہنم ہو گی۔۔[40]

حدیث میں ہے:

"قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ"[41]

" یہ سورۃ الاخلاص (112) کی آیات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور بے نیازی کو بیان کیا گیا ہے

"کہہ دیجیے: وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا

ہمسر ہے۔""

قرآن میں بھی عقیدہ توحید پر بہت زور دیا گیا ہے اگر کوئی شخص عقیدہ توحید پر کامل یقین نہیں رکھے گا وہ دوزخی ہو گا۔

اقسام شرک اور انجام شرک:

شرک کی کئی اقسام ہیں اللہ کی ذات وصفات اور صفات کے تقاضوں میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا لیکن عصر حاضر میں شرک وبدعت کی کئی صورتیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ آج کل لوگ قبروں پر جاتے ہیں وہاں دعا کا اہتمام کرتے ہیں اور درباروں پر جا کر نذر و نیاز کرتے ہیں۔ جبکہ نذر و نیاز کے لائق اللہ کی ذات ہے اس کے سوا کسی دوسرے کے لئے نذر و نیاز کرنا شرک ہے۔[42]

بدعت کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہے۔ دور جدید میں انسان نے دین اسلام سے دوری اختیار کر لی ہے۔ ایسے لوگ جو کہ مسلمان ہیں ان کا رجحان بھی ایسے بدعتی امور کی طرف ہے جو کہ شرک فی الذات الٰہی کے زمرے میں آجاتے ہیں۔ جیسے قبروں پر جا کر میت سے اپنی حاجت کو بیان کرنا اور طلب کرنا اہل قبور کا وسیلہ بنا کر اللہ سے سوال کرنا دل میں یہ اعتقاد رکھنا کہ قبروں کے پاس ہی اللہ ہماری دعا اہل قبور کے وسیلے سے قبول فرمائے گا یہ سارے کام شرک کی ہی قسمیں ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں ان کاموں سے بچائے اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر قابل یقین رکھنے والا بنائے آمین۔

قرآن وحدیث میں بھی تو ہے اللہ انسان کا ہر گناہ معاف فرمائے گا لیکن شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اسی شرک کی وجہ سے تو بنی اسرائیل قوم تباہ ہوئی اور بھی بہت ساری قومیں ہیں جن کا ذکر قرآن میں وہ شرک کی وجہ سے تباہ وبرباد ہوئیں۔[43]

عصر حاضر میں کئی ایسے فرقے بھی موجود ہیں جو کہ شرک الٰہی میں نعوذ باللہ مبتلا ہیں جیسے اہل تشیع، جہمیہ۔ معتزلہ، قادیانی، عصرانی اور بہائی یہ سارے فرقے گمراہ کن افعال میں مبتلا ہیں اور پھر اللہ نے فرمادیا جو گمراہ ہو گا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔[44]

گزشتہ اقوام میں بھی بنی اسرائیل جو کہ یہود تھے۔ اللہ نے ان پر کافی انعامات کیے۔ یہ اللہ کی پسندیدہ قوم تھی۔ اس قوم کے پاس اللہ نے حضرت موسیٰ کو بھیجا جب حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے 30 راتوں کے لئے کوہ طور پر گئے تو پیچھے سے ان کی قوم نے نعوذ باللہ بچھڑے کو معبود بنا کر اس کو پوجنا شروع کر دیا جس کی یاداش میں اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا تھا۔[45]

حدیث میں ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ"[46]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو۔"

پس انسان کو چاہیے کہ وہ اعتقادی اور عملی دونوں قسم کے شرک کرنے سے باز رہے تا کہ جنت کا حقدار ہو۔

عصری اطلاق

سورۃ بنی اسرائیل (سورۃ الإسراء) کی روشنی میں موت اور مابعد الموت کی یاد دہانی انسان کے لیے ایک گہری فکر کا پیغام ہے، جس میں آخرت اور اس دنیا میں کیے گئے اعمال کے اثرات پر زور دیا گیا ہے۔ یہاں عصری اطلاق کے ساتھ وضاحت اور متعلقہ آیات کا حوالہ پیش کیا گیا ہے:

1. انسان کی عاقبت اندیشی

آج کے دور میں انسان دنیاوی مال و دولت اور عیش و عشرت میں گم ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی یہ تعلیم ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں دنیا کی چمک دمک میں مگن ہو کر آخرت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

"وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ[47]"

" ہم نے رات اور دن کو آسمانی نشانوں کے طور پر تیار کیا ہے، جہاں رات دنیا کو تاریکی میں ڈھانپ لیتی ہے اور دن اسے روشنی سے روشن کرتا ہے۔ یہ ہمیں خدا کا فضل تلاش کرنے کی دعوت دیتے ہیں، جو ہمیں تخلیق میں

موجود خوبصورتی اور توازن کی یاد دلاتا ہے۔۔"

اس آیت میں وقت کی اہمیت اور دنیا کی فانی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اپنے کاموں میں وقت کا حساب رکھنا چاہیے اور اپنی آخرت کی تیاری کرنی چاہیے۔

.2موت کی یاد دہانی سے خود احتسابی

سورۃ بنی اسرائیل انسان کو موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے، جو اسے اپنے اعمال کا جائزہ لینے اور خود احتسابی کی طرف مائل کرتی ہے۔ یہ آج کے دور میں بھی ایک اہم پیغام ہے کہ انسان اپنی زندگی میں صحیح اور غلط کا فرق پہچان سکے۔

"يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا"[48]

"اور ہم قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے امام (نامۂ اعمال یا پیشوا) کے ساتھ بلائیں گے، پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ اپنے اعمال کو خوشی سے پڑھے گا، اور ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔"(سورۃ بنی اسرائیل:71)۔"

یہ آیت آخرت میں ہر انسان کے اعمال کی جوابدہی کی یاد دہانی کراتی ہے، جو کہ آج کے انسان کو خود احتسابی اور اصلاح کے لیے متوجہ کرتی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی تعلیمات موت، آخرت، اخلاق، اور روحانی تربیت کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ یہ تعلیمات آج کے انسان کو دنیا کی حقیقت اور آخرت کی تیاری کا شعور دیتی ہیں۔ اگر ہم ان پر عمل کریں تو ہماری زندگی میں معنویت اور سکون آئے گا اور معاشرتی برائیاں بھی کم ہوں گی۔ سورۃ بنی اسرائیل (سورۃ الإسراء) میں موت اور مابعد الموت کی یاد دہانی ایک گہرے اور نصیحت آموز پہلو کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو آخرت کے بارے میں یاد دلایا ہے، جس کا تعلق اس دنیا میں کیے گئے اعمال سے ہے۔ یہ انسان کو متوجہ کرتی ہے کہ زندگی صرف اس دنیا تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کے بعد ایک دائمی زندگی بھی ہے جس کے لیے اسے اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا ہوگا۔ آج کے دور میں انسان دنیاوی مال و دولت اور عیش و عشرت میں گم ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی یہ تعلیم ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں دنیا کی چمک دمک میں مگن ہو کر آخرت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ یہ سورت انسان کو موت اور آخرت کی یاد دہانی کروا کر خود احتسابی کی دعوت دیتی ہے۔ آج کے دور میں بھی، اگر انسان اپنے روزمرہ کے کاموں میں موت اور آخرت کو ذہن میں رکھے تو وہ برائیوں سے بچ کر نیک کاموں کی طرف مائل ہو گا۔

الغرض سورۃ بنی اسرائیل میں دی گئی موت اور مابعد الموت کی یاد دہانی اور اس سے جڑی نصیحتیں آج کے انسان کے لیے ایک گہری فکر کا پیغام ہیں۔ اگر انسان ان تعلیمات کو اپنی زندگی میں شامل کرے تو وہ نہ صرف دنیا میں ایک بامقصد زندگی گزار سکتا ہے بلکہ آخرت کی فلاح بھی حاصل کر سکتا ہے۔

عصر حاضر میں انسان میں خوفِ خدا پیدا کرنے کے لیے اقدامات:

عصر حاضر میں خوفِ خدا کو دل میں بسانا بظاہر مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اس جدید دور میں جہاں مادیت، تیز رفتاری، اور دنیاوی لذتوں نے دلوں کو خدا سے غافل کر دیا ہے، وہیں کچھ تدابیر اور عملی طریقے انسان کو اللہ کے قریب اور دل میں اُس کا خوف پیدا کرنے میں مدد فراہم کر سکتے ہیں۔

1۔ قرآن مجید کے معانی و تفسیر کو سمجھنا:

قرآن اللہ کا کلام ہے جو براہِ راست ہمیں اللہ سے جوڑتا ہے۔ محض قرآن کی تلاوت نہیں بلکہ اس کے معانی اور تفسیر کو سمجھ کر پڑھنا انتہائی ضروری ہے۔ جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں اور اللہ کے احکام اور اس کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں تو اللہ کا خوف اور عظمت دل میں خود بخود جاگزین ہو

جاتی ہے۔ قرآن میں بارہا اللہ کی قدرت، حساب و کتاب، جنت و جہنم اور قیامت کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو دل کو نرم کرنے اور اللہ سے ڈرنے کا باعث بنتے ہیں۔

2۔ دنیا کی فانی حقیقت کو یاد رکھنا:

دنیا کو آخرت کی نظر سے دیکھنے کا انداز اختیار کرنا ضروری ہے۔ دنیا کی زیب و زینت، شہرت اور مال و دولت فانی ہیں، جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے۔ جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ دنیا ایک عارضی جگہ ہے اور ہمیں ایک دن اس سے کوچ کرنا ہے، تو دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ اس دنیا کے بعد ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

3۔ نیک اور صالح لوگوں کی صحبت:

اچھی صحبت دلوں کو نرم اور اللہ کے خوف کو بڑھا دیتی ہے۔ نیک اور دیندار لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے نہ صرف علم اور عمل میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان کی موجودگی ہمیں اللہ کی یاد دلاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے اعمال اور زندگی کے ذریعے ہمیں اللہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور ہمیں دنیاوی فریب سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔

4۔ دنیاوی مشکلات کو آزمائش سمجھنا اور صبر کرنا:

آزمائشیں اور مشکلات اکثر اللہ کی طرف سے ہمیں نصیحت کے طور پر ملتی ہیں۔ بیماری، مالی نقصان، یا کسی اور پریشانی میں صبر کرنے سے ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ دنیا ایک عارضی جگہ ہے۔ جب انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی مشکلات کو اُس کی مرضی سمجھ کر صبر کرتا ہے، تو اُس کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ سے قریب تر ہو جاتا ہے۔

5۔ روزانہ خود احتسابی اور استغفار:

ہر رات یا کسی خاص وقت میں دن بھر کے اعمال کا جائزہ لینا اور اپنے گناہوں پر استغفار کرنا انسان کے دل میں خوفِ خدا اور احساسِ بندگی کو بڑھاتا ہے۔ استغفار ہمیں اللہ کی عظمت اور اس کے بے پایاں رحم و کرم کا شعور دلاتا ہے۔ جب ہم اپنی کوتاہیوں کو اللہ کے حضور تسلیم کرتے ہیں، تو دل میں عاجزی، ندامت اور اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے، جو اصلاحِ نفس اور نیکی کی راہ پر گامزن ہونے میں مدد دیتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے بلکہ اللہ کے قریب ہونے کا بہترین طریقہ بھی ہے۔

6. کائنات میں اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر: کائنات اللہ کی عظمت اور قدرت کی نشانیاں ظاہر کرتی ہے۔ آسمان، زمین، سورج، چاند، پہاڑ، دریا اور ہر مخلوق اس کے وجود اور قدرت کی گواہی دیتی ہے۔ جب ہم ان پر غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہر چیز اللہ کے حکم کے مطابق چل رہی ہے، تو ہمارے دل میں اس کی عظمت کا احساس اور اس کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

7۔ چھوٹے گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کا اہتمام کرنا:

چھوٹے گناہوں کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہی بار بار دہرائے جانے والے گناہ ہمیں اللہ سے دور کر سکتے ہیں۔ اللہ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم چھوٹے گناہوں سے بھی پرہیز کریں اور نیک اعمال کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ جب ہم ہر بڑے اور چھوٹے گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہمارے دل میں اللہ کی خشیت اور عاجزی بڑھتی ہے، جو ہمیں نیکی کی راہ پر قائم رکھتی ہے۔

8۔ عبادات میں خلوص اور مستقل مزاجی:

عبادات اللہ سے تعلق کو مضبوط کرتی ہیں اور اس کا خوف بٹھاتی ہیں۔ نماز، روزہ، صدقہ اور دیگر عبادات کو خلوصِ نیت سے ادا کرنا دل میں اللہ کی محبت اور خوف پیدا کرتا ہے۔ خاص طور پر نماز میں خلوص اور عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکنا، دل کو نرم کرتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

9۔ تربیتی اور اصلاحی محافل میں شرکت:

ایسی محافل میں شرکت کریں جہاں دین کی بات ہو، اللہ کا ذکر کیا جائے، اور دین کی تعلیم دی جاتی ہو۔ ایسی محافل میں بیٹھ کر دل پر ایک خوشگوار اثر پڑتا ہے اور انسان کی اصلاح ہوتی ہے۔ اللہ کا ذکر سننے اور سمجھنے سے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور ہم اس کی جانب مائل ہوتے ہیں۔

10۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور ناشکری سے بچنا:

جب ہم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو اللہ کی عظمت کا احساس بڑھتا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں، وہ اس کی رحمت ہے، اور ہمیں ان کا حساب بھی دینا ہو گا۔ شکر گزاری سے اللہ کے خوف اور عاجزی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

یہ چند طریقے ہیں جن پر عمل کر کے عصر حاضر میں انسان کے دل میں خوفِ خدا پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے خوف اور اپنی محبت میں ہمیشہ قائم رکھے۔ عصرِ حاضر کے چیلنجز اور دنیاوی مصروفیات کے باوجود، اللہ سے تعلق مضبوط بنانے کے لیے ان چیزوں پر عمل کیا جائے تو دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو گا اور انسان کے اعمال میں بھی مثبت تبدیلی آئے گی۔

سفارشات:

- انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ موت کو یاد کرتا رہے کیونکہ قرآن میں ہے کہ کل نفس ذائقہ الموت انسان کو چاہیے کہ وہ دنیا میں رہ کر حکم خداوندی کی اطاعت کرے اور اسکے حکم کے مطابق زندگی بسر کرے تاکہ آخرت کی زندگی میں فلاح و کامیابی پائے۔
- بحثیت والدین ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی اولاد کو دینی تعلیمات کا شعور دیں اور انھیں شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حکم دیں۔
- آخرت کی زندگی ابدی ہے اس تعلیمات سے نوجوان نسل کو آگاہی دینے کے لیے سمینار اور کانفرنس منعقد کی جائیں لوگوں کو رزائل اخلاق سے روشناس کروایا جائے اور نسل انسانی کو گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنی چاہیے اور آخرت کی زندگی کو سنوارنے کے طریقے بتانے چاہیں تاکہ معاشرہ میں بھی امن وامان برقرار رہے اور مستحکم معاشرہ قائم ہو۔

بحثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی شریعت کے مطابق زندگی بسر کریں اور اپنی نسل کو بھی اس کی تعلیم دیں اور انھیں ترغیب دیں اللہ کا ذکر کریں نماز قائم کریں اور آخرت کی تیاری کے لیے دنیا میں صالح اعمال کریں۔

مصادر و مراجع:

[1] الاسراء(17):8۔

[2] رحیمہ میگزین، اکتوبر 2021ء۔

[3] شاہین لودھی، بنی اسرائیل کی پوری تاریخ دین سے دوری نافرمانی اور سرکشی سے لبریز ہے (7 جولائی، 2023ء)۔

[4] مہر مسعود ازھر، یہود کی چالیس بیماریاں (مکتبہ عرفان 1429ھ)، 416۔

[5] ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) رقم الحدیث: 3456۔

[6] الاسراء(17):9۔

[7] ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، 28/7، 8۔

[8] عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، صفات المؤمنین (قصور: دار السلام السلفیہ، 2001ء)، 21۔

[9] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 8۔

[10] ابن قیم الجوزیہ، جنّت اور اھل جنت۔ مترجم: خورشید انور نوری مدنی (حیدر آباد: دار العلوم سبل السلام، 2004ء)، 422۔

[11] الاسراء(17):10۔

[12] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، 28/7، 8۔

[13] العنکبوت(29):64۔

[14] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث 4777۔

[15] ذیشان علی، معاشرتی برائیاں اور اس کا رد قرآن وسنّت کی روشنی میں(2018ء)،6۔

[16] عبدالخالق صدیقی، گناہ اور توبہ (لاہور: انصارالسنہ، س ن)،49۔

[17] ابن ماجۃ أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ (الحلب: دار إحیاء الکتب العربیۃ، س ن) رقم الحدیث:3998۔

[18] الاسراء(17):63۔

[19] حافظ مبشر حسین لاہوری، انسان اور شیطان (مبشر اکیڈمی، 2004ء)،17۔

[20] عبدالخالق صدیقی، گناہ اور توبہ،80۔

[21] عبدالخالق صدیقی، گناہ اور توبہ،147۔

[22] الاسراء(17):49۔

[23] عبدالخالق صدیقی، گناہ اور توبہ،117۔

[24] آل عمران(3):185۔

[25] محمد بن عیسی بن سَورۃ ترمذی، السنن (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي - مصر الطبعۃ: الثانیۃ، 1395ھ - 1975م) رقم الحدیث 2423۔

[26] حافظ مبشر حسین، انسان اور آخرت (لاہور: مبشر اکیڈمی، س ن)،13۔

[27] حافظ مبشر حسین، انسان اور آخرت،195۔

[28] شاہ رفیع الدین، آثارِ قیامت اور فتنہ دجال کی حقیقت (لاہور: اُردو بازار، 2005ء)،45

[29] الاسراء(17):13۔

[30] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، 8،7/30

[31] ابو عبدالرحمن شبیرین نور، جنت کی راہ (لاہور: نور اسلام اکیڈمی، 1995ء)،215۔

[32] ابو عبدالرحمن شبیرین نور، جنت کی راہ،220۔

[33] محمد ابن قیم، صفات نفس - مترجم: مولانا اطہر مبارکپوری (الحجازیہ: اطہر اکیڈمی، 2015ء)،33۔

[34] امارہ، لوامہ اور مطمئنہ نفس کی قسمیں، اُردو نیوز، 2016ء۔

[35] الشمس(91):10،9۔

[36] الاعلیٰ(87):14۔

[37] ڈاکٹر محمد امین، اسلام اور تزکیہ نفس (لاہور: اردو سائنس بورڈ، 2004ء)،21۔

[38] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری، الصحیح المسلم (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س ن) رقم الحدیث:104۔

[39] الاسراء(17):39۔

[40] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، 8،7/53۔

[41] الاخلاص(112):1 تا4۔

[42] محمد عطاءاللہ بندیالوی، شرک کیا ہے؟ (سرگودھا: مکتبہ الحسینیہ، س ن)،30۔

[43] سعید بن علی القحطانی، سنت وبدعت کی پہچان - مترجم: زبیر احمد سلفی (ممبئی: دارالسلفیہ، 2001ء)،84۔

[44] سعید بن علی القحطانی، سنت وبدعت کی پہچان - مترجم: زبیر احمد سلفی،78۔

[45] عبدالوہاب النجار المصری، قصص الانبیاء - مترجم: مولانا آصف نسیم (لاہور: مکی مدنی پریس، 2013ء)،342۔

[46] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 5764۔

[47] الاسراء(17):12۔

[48] الاسراء(17):71۔